اقتدار اعلیٰ کا قرآنی تصور

THE QUR'ANIC CONCEPT OF SOVEREIGNTY

Dr Shakir Hussain
Visiting Faculty, Department of Islamic Learning,
University of Karachi.

Email: shakirhussaink24@gmail.com

Hussain, Shakir **“The Qur'anic Concept of Sovereignty”**
Al-Raheeq International Research Journal Vol 3, Issue.
1(June 30, 2024). Pg. No:115-132

Journal	Al-Raheeq International research Journal
Journal homepage	https://alraheeqirj.com
Publisher	Al Madni Welfare Trust
License:	Copyright c 2023 NC-SA 4.0 www.alraheeqirj.com
Published online:	2023-04-29
ISSN No:	
Print version:	2959-7005
Online version:	2959-7013

AL-RAHEEQ International Research Journal
Vol. 3, No. 1 || January-June 2024 || P. 115-132

اقتدار اعلیٰ کا قرآنی تصور

THE QUR'ANIC CONCEPT OF SOVEREIGNTY

Abstract:

In the political system of Islam, the idea of the Sovereignty is important. The political system of Islam has been introduced by the Quran. According to the Qur'anic view, "sovereignty" cannot be achieved by any person or institution. Mohammad Nazir Kaka Kheel who is a follower of Dr Hassan Ibrahim Egypt. One of his essay is "The Idea of Sovereignty in Islamic History". In which they have tried to prove that the owner of "Sovereignty" in the Islamic State is public.

I have opposed his view in this article in the Qur'anic concept of power. And the Quran has proved that only Allah has the right to rule.He is the real master of power. **Disobeying Allah and obeying a human being is shirk in power. God's command will be enforced on God's earth.** We have written the sayings of Urdu commentators in this article. These statements support my point.

Keywords: The Qur'anic concept, Political system, Sovereignty, Power.

تمہید:

اسلام کے سیاسی نظام میں اہم ترین نظریہ، اقتدار اعلیٰ (Sovereignty) کا ہے۔ اسلام کا سیاسی نظام جس کو قرآن مجید نے متعارف کرایا ہے اس نظریئے کے تحت یہ اہم منصب یعنی "اقتدارِ اعلیٰ" کسی انسان یا کسی ادارے کو نہیں سونپا جاسکتا۔ تمام کائنات پر اقتدار اعلیٰ کی حیثیت، اللہ رب العٰلمین کو حاصل ہے۔ وہ ہی حقیقی اقتدار کا مالک ہے اور اس نے یہ امانت انسانوں کے سپرد کر کے اُسے زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ جہاں تک خلیفہ یا امیر کی خصوصیات یا اس میں موجود صفات کا تعلق ہے تو وہ قرآنی قرطاس کے مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ مثلاً: صاحبِ علم، صاحب تقویٰ، طاقتور، دور اندیش اور انبیاء کرام کی طرح تدبیر سے کام لینے والا، تاکہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم کرے اور انہیں برائی سے روکے، نظامِ صلوٰۃ، زکوٰۃ اور عدل قائم کرے یعنی کتاب اللہ کو نافذ کرنے میں اسے کسی قسم کی رکاوٹ و مخالفت کا سامنا نہ کرنا پڑے اگر کوئی بغاوت کرے تو وہ اس کا سر کچل کر رکھ دے۔

قرآن مجید نے باقاعدہ طور پر سیاسی و اقتصادی نظام متعارف کرایا جس کو شورائی نظام کے تحت نافذ کیا جائے گا۔ پہلے مرحلہ میں مؤمنین دانشمندوں کی ایک جماعت جس کو مجلس شوری، کا نام دیا گیا ہے، خلیفہ/امیر کا انتخاب کر کے عوام کے سامنے پیش کرے گی عوام امیر کے ہاتھ پر بیعت ہو گی۔ اس کے بعد امیر، ریاست میں اللہ کی کتاب کا نفاذ کرے گا۔ اس تناظر میں صاف ظاہر ہوتا ہے ریاست میں اللہ کا حکم چلے گا کیوں کے حکومت کا حق صرف اللہ رب العٰلمین کو حاصل ہے اور وہی اقتدارِ اعلیٰ کا مالک ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ:

اسلام کا سیاسی نظام، مسلمانوں کے سیاسی افکار، اسلام میں اقتدارِ اعلیٰ، ان عنوانات کے تحت بہت کام ہوا اور کتابیں شائع کی گئیں لیکن اُن کاموں میں اقتدار اعلیٰ کے عنوان کو رسمی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ جامعہ کراچی میں بھی، شعبہ علوم اسلامی، شعبہ تاریخِ اسلامی اور شعبہ سیاسیات میں "مسلمانوں کے سیاسی افکار" کو باقاعدہ مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے۔ ہم نے اس عنوان کو قرآن مجید کی روشنی میں رسمی نہیں بلکہ تحقیقی اسلوب میں پیش کرنے کی سعی کی ہے۔

محمد نذیر کاکا خیل کا ایک مقالہ بعنوان: "اسلامی تاریخ میں اقتدارِ اعلیٰ کا تصوّر" انٹرنیٹ سے حاصل ہوا۔[1] جس کے صفحات کے نشانات سے واضح ہوتا ہے کہ وہ کسی کتاب کا حصہ ہے۔ جس میں مقالہ نگار نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے "اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ کے مالک عوام اور صرف عوام ہیں" (ص: 499) اور انہوں نے یہ موقف ڈاکٹر حسن ابراہیم و علی ابراہیم حسن مصری، کے نظریے سے حاصل کیا ہے۔ مقالہ نگار، ڈاکٹر حسن ابراہیم و علی ابراہیم حسن مصری، کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ "اقتدارِ اعلیٰ ایک خالص سیاسی اصطلاح ہے اور اس کی بنیاد طاقت پر ہے خدا نے چونکہ دنیاوی معاملات اپنے نیک بندوں پر چھوڑے ہیں اور: قرآن نے کوئی ایسا دستور حکومت متعین نہیں کیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان عمل درآمد کرتے:۔[2] یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی ہے۔ راقم نے ان کے نظریات کا رد کیا ہے۔ اور قرآن مجید سے ثابت کیا ہے کہ اقتدار اعلیٰ کا مالک صرف اور صرف اللہ رب العٰلمین ہے۔

اقتدار اعلیٰ:

قرآن مجید نے "اقتدار اعلیٰ" کے لیے "ملکوُتُ" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ جیسا کہ اللہ رب العٰلمین کا فرمان ہے:

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوقِنِينَ۔[3]

"اور اس طرح ہم نے ابراہیم کو دکھادی بادشاہی آسمانوں اور زمین کی، تاکہ وہ ہو جائیں کامل یقین کرنے والوں میں۔"

اور ارشاد فرمایا:

أَوَلَمْ يَنظُرُواْ فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ وَمَاخَلَقَ اللهُ مِن شَيْءٍ وَأَنْ عَسَى أَن يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ۔[4]

---

[1] https://iri.aiou.edu.pk/indexing/wp-content/uploads/2016/07/v6i71u.pdf

[2] ایضاً، بشمول، مصری، حسن ابراہیم و علی ابراہیم حسن، ڈاکٹر، "مسلمانوں کا نظمِ مملیکت (اردو ترجمہ) ادارہ ندۃ المصنفین، دہلی، ص: 22

[3] سورۃ الانعام 6:75

"کیا انہوں نے اُن پر نظر نہیں کی جو بادشاہت آسمانوں اور زمین کی ہے اور جو چیزیں اللہ نے تخلیق فرمائی ہیں، اور اس بات پر کہ عجب نہیں اُن کا وقت نزدیک پہنچ گیا ہو تو اس کے بعد وہ کون سی حدیث پر ایمان لائیں گے۔"

اور ارشاد فرمایا:

قُلۡ مَنۡۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَىۡءٍ۔[5]

"کہدو کہ وہ کون ہے جس کے زیر اقتدار تمام چیزیں ہیں۔"

اور ارشاد فرمایا:

فَسُبۡحٰنَ الَّذِىۡ بِيَدِهٖ مَلَكُوۡتُ كُلِّ شَىۡءٍ۔[6]

"وہ سبحان ہے جس کے زیر اقتدار تمام چیزیں ہیں۔"

حکومت اور اقتدار صرف اللہ رب العٰلمین کے ساتھ مخصوص ہے۔ قرآن مجید "اقتدار اعلیٰ" کی ایک خاصیت یہ بیان کرتا ہے:

لَوۡ كَانَ فِيۡهِمَاۤ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا۔[7]

"اگر ان دونوں (زمین وآسمان) میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہوتا تو ان میں فساد برپا ہو جاتا۔"

آیت مذکورہ کے مفہوم کو ہم چند مثالوں سے سمجھنے کی سعی کرتے ہیں۔ کہتے ہیں "اپنا گھر اپنی جنت" ہوتا ہے لیکن ہم اپنے معاشرے کی جانب نظر کریں تو، تو وہ ہی گھر جنت کا نظارہ پیش کر رہا ہے جہاں صرف ایک مرد اور ایک عورت باحیثیت میاں بیوی کے ایک ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ جیسا کہ عرب اور یورپ کا رواج (کلچر) ہے یا تھا۔ اگر ایک شادی شدہ مرد، ایک اور عورت کو نکاح کے بندھن میں باندھ لے اور اسے اپنی دلہن بنا کے اپنے گھر لے آئے تو

---

[4] سورۃ الاعراف آیت نمبر: 7:185
[5] سورۃ المؤمنون آیت: 23:88
[6] سورۃ یٰس آیت نمبر: 36:83
[7] سورۃ الانبیاء آیت نمبر: 21:22

اس معاشرے میں، جس طرح ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں، ایک خانقاہ میں دو پیر نہیں رہ سکتے، دو ملاؤں کی ایک مرغی نہیں ہو سکتی، اسی طرح ہندوستانی/پاکستانی معاشرے میں، ایک مرد کی دو بیویاں ایک ساتھ ایک گھر میں نہیں رہ سکتیں (سوائے کوئی)۔ الغرض جس گھر میں ایک جوڑہ رہے پھر ان کے بچے ہوں اور وہ سنِ لوغت کو پہنچ جائیں پھر وہ اپنے بچوں کی شادی نہ ہی کریں تو ٹھیک اور اگر شادی کرنے کے بعد ان کا گھر الگ کر دیں تو بھی ٹھیک ہے۔ ورنہ دیگر ان کا گھر عمومی طور پر جنت کی نظیر پیش نہیں کر سکے گا بلکہ، ماتم کدہ بن جائے گا، جہاں رونا پیٹنا ہر وقت کا رہے گا۔ وہ عورت جو کل تک اپنے گھر کی رانی تھی اپنی بہو کو رانی بنا دیکھ کر برداشت نہیں کر سکے گی۔ اور اگر اس کی بیٹی بھی ہے تو سونے پر سہاگہ، تین رانیوں (یعنی ساس، بہو اور نانند) کے ہوتے ہوئے گھر جو ایک چھوٹی سی ریاست ہوتا ہے نہیں چل سکے گا آئے دن کا لڑائی جھگڑا رہے گا، دو قانون ایک ساتھ نہیں چل سکیں گے۔ شریف آدمی کہے گا، یااللہ کس کی مناتے کس کی نہ منا؟ اگر ہم کسی دفتر، شعبے یا ادارے کی بات کریں۔ تو وہاں کم از کم، ملازمین کے دو گروہ بن ہی جاتے ہیں اور ان کے آئے دن کے لڑائی جھگڑے اور اختلافات کے باعث وہ ادارہ ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو پاتا بلکہ تباہی کے کنارے پہنچ جاتا ہے۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کسی گھر، محلے، ادارے یا کسی ملک میں دو یا دو سے زائد، شخصوں یا پارٹیوں کا راج نہیں چل سکتا۔ اسی طرح دنیا کا ایک الٰہ ہے۔ اس لیے حکومت اس کی نافذ ہو گی، سکّہ بھی اُسی کا چلے گا۔ اُسی کا فرمان جاری ہو گا، اور وہ، الٰہ، حاکم، اللہ رب العٰلمین ہے۔ اگر اس کائنات میں اور کئی الٰہ ہوتے تو اس کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَة إِلاَ اللّٰه۔ الخ۔[8]

"اگر ان دونوں میں اور الٰہ ہوتے اللہ کے سوا، تو ان میں فساد برپا ہو جاتا۔"

ثابت ہوا جب کائنات کا ایک ہی خالق و مالک ہے تو حکم بھی اس کی نافذ ہو گا۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

إِنِ الْحُكْمُ إِلاَّ لِلّٰهِ۔[9]

---

[8] سورۃ الانبیاء آیت نمبر: 21:22

"حکم کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔"

احکامِ الٰہی کی اطاعت:

اللہ رب العٰلمین نے اپنے احکامات، بذریعہ وحی اپنے انبیاء پر نازل کیے، جیسا کہ ارشاد فرمایا:

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔[10]

"ہم نے فرمایا تم سب یہاں سے اتر جاؤ پس جب تمہارے پاس میری جانب سے ہدایت آئے تو اس کی اتباع کرنا، پس جس نے میری ہدایت کی پیروی کی اسے نہ تو کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی کوئی غم۔"

اور ارشاد فرمایا:

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔[11]

"ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی، جیسا کہ آپ سے پہلے وحی بھیجی ہم نے نوح پر اور دیگر نبیوں پر جو، ان کے بعد ہوئے اور ہم نے وحی بھیجی ابراہیم پر اور اسمٰعیل پر اور اسحٰق پر اور یعقوب پر اور ان کی اولاد پر (جو نبی ہوئے) اور عیسیٰ پر اور ایوب پر اور یونس پر اور سلیمان پر اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔"

اللہ رب العٰلمین نے وحی کی صورت میں جو کتابیں اپنے انبیاء پر نازل فرمائیں ان کتابوں پر ایمان لانے کا حکم بھی ارشاد فرمایا:

---

[9] سورۃ یوسف آیت نمبر: 40:12
[10] سورۃ البقرہ آیت نمبر: 2:38
[11] سورۃ النساء آیت نمبر: 4:163

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔[12]

"آپ کہہ دیجیئے ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ ہماری طرف نازل کیا گیا اور جو کچھ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر (جو نبی ہوئی) نازل کیا گیا اور جو کچھ موسٰی اور عیسٰی اور سب نبیوں پر ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا، ہم ان میں سے کسی کی تفریق نہیں کرتے اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔"

اللہ رب العٰلمین نے مؤمنوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔ [13]

"اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو نازل کیا آپ پر اور اُس پر جو آپ سے پہلے نازل کیا۔"

اللہ رب العٰلمین نے انسانوں کو ان احکامات کا مکلف بنایا جو اُس نے اپنی کتاب میں بیان کیے ہیں اور انہیں پابند کیا ہے کہ وہ کتاب کے مطابق اپنی زندگی گزاریں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر مختلف انداز میں ارشاد فرمایا گیا۔ پیش نظر مضمون کے متعلق اگلی آیت ملاحظہ کیجیے:

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔[14]

---

[12] سورۃ آل عمران آیت نمبر:3:84

[13] سورۃ البقرۃ آیت نمبر:2:4

[14] سورۃ البقرۃ آیت نمبر:2:213

"سب انسان ایک امت تھے، (جب ان میں اختلاف پیدا ہو گیا تو) پھر اللہ نے انبیاء خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بھیجے، اور ان کے ساتھ سچی کتاب نازل کی تاکہ وہ لوگوں میں اس بات میں فیصلہ کریں جس میں اختلاف کرتے تھے اور اس میں اختلاف نہیں کیا مگر انہیں لوگوں نے جنہیں وہ (کتاب) دی گئی تھی اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن دلیلیں آچکی تھیں آپس کی ضد کی وجہ سے، پھر اللہ نے اپنے حکم سے ہدایت کی ان کو جو ایمان والے ہیں اس حق بات کی جس میں وہ اختلاف کر رہے تھے، اور اللہ اسے سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے جو اس کی چاہت کرے۔"

اور فرمایا:

إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللّٰهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا۔[15]

"ہم نے آپ کی جانب قرآن اس لیے نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں۔"

اور ارشاد فرمایا:

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْـهَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔[16]

"یہ سورت (سورہ نور) جسے ہم نے نازل کیا ہے اور اس کے احکام ہم نے ہی فرض کیے ہیں اور ہم نے اس میں صاف صاف آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم اس کو بار بار دُہراؤ۔"

ایک مقام پر ارشاد فرمایا: اِنَّ الَّـذِیْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ۔۔۔الخ۔۔[17]" (تمہارا رب ہے) جس نے تم پر قرآن فرض کیا۔"

معلوم، ہوا کہ اللہ رب العٰلمین نے وحی کے زریعے اپنے احکامات اپنے انبیاء پر نازل کیے تاکہ اُحکامات کا عملی نفاذ کیا جائے۔

---

[15] سورۃ النساء آیت نمبر: 4:105

[16] سورۃ النور آیت نمبر: 24:1

[17] سورۃ القصص آیت نمبر: 28:85

اقتدار میں شرک:

اللہ رب العٰلمین کے احکامات کی مخالفت کرنا **اقتدار میں شرک کہلاتا ہے۔ زمین اللہ کی ہے تو حکم بھی اللہ کا نافذ ہوگا۔ اور اللہ کا حکم وہی ہے جس کو اللہ نے اپنے انبیاء کرام پر نازل کیا اور انسان کو اُن احکامات کا پابند بنایا** جیسا کہ ارشاد ہوا:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَافِرُوْنَ[18]

"اور جو کوئی اللہ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلہ نہ کریں انہیں کافر کہتے ہیں۔"

اور ارشاد فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ[19]

"اور جو کوئی اللہ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلہ نہ کریں انہیں ظلم کہتے ہیں۔"

اور فرمایا:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ[20]

"اور جو کوئی اللہ کے نازل کیے ہوئے کے مطابق فیصلہ نہ کریں انہیں فاسق کہتے ہیں۔"

معلوم ہوا کہ اللہ کے نازل کیے ہوئے احکامات کے خلاف کرنا کتاب بالشّرک ہے اور یہ **اقتدار میں شرک، کہلاتا** ہے۔ انسان نہ تو اپنا حکم نافذ کر سکتا ہے اور نہ ہی اللہ رب العٰلمین کی کتاب کو چھوڑ کر اس کی مخالفت میں کسی انسان کے بنائے ہوئے قانون کی اتباع کر سکتا ہے۔ فرعون جس نے زمین پر اقتدار حاصل کیا اللہ رب العٰلمین کے حکم کی خلاف ورزی کی اور اپنے رب ہونے کا دعویٰ نہیں بلکہ اپنے آپ کو سب سے بڑا رب کہلوایا، "Sovereignty" ہونے کا دعویٰ

---

[18] سورۃ المائدہ آیت نمبر: 5:44

[19] سورۃ المائدہ آیت نمبر: 5:47

[20] سورۃ المائدہ آیت نمبر: 5:47

کیا یعنی خدائی کا دعویٰ۔ اگر وہ اپنے آپ کو رب کہلواتا تو قباحت نہیں تھی کیوں کہ پرورش کرنے اور کفالت کرنے والے کو عربی زبان میں رب کہتے ہیں۔

جیسا کہ اللہ رب العٰلمین کے بارے میں ارشاد ہوا:

الْحَمْدُ لله رَبِّ الْعَالَمِينَ[21]

"تمام تعریف اللہ کے لیے جو تمام حالتوں میں پالنہار ہے۔"

عزیزِ مصر کے لیے ارشاد ہوا: اذْكُرْنِي عِندَ رَبِّكَ[22]

"میرا ذکر کرنا اپنے رب (بادشاہ) کے سامنے۔"

والدین کے لیے ارشاہوا: وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا[23]

"اور کہو ہمارے رب ان دونوں (والد اور والدہ) پر رحم فرما جس طرح انہوں نے میری پرورش کی (میرے مربی رہے) جب میں ننھا سا جیوڑا تھا۔"

اسی مفہوم میں درج ذیل آیت بھی ملاحظہ کیجیے: وَرَبَائِبُكُمُ اللاَّتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَآئِكُمُ[24] "اور وہ جن کے تم مربی ہو جو تمہاری گود میں ہیں بیٹیاں تمہاری ان عورتوں کی (ان پہلے شوہر سے، بے کفیل)۔"

قرآن مجید میں فرعون کا خدائی کا دعویٰ اس طرح بیان کیا ہے: **فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى**[25]

"پس اس نے کہا میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔"

---

[21] سورۃالفاتحہ آیت نمبر: 1:1

[22] سورہ یوسف آیت نمبر: 12:42

[23] سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر: 17:24

[24] سورہ النساء آیت نمبر: 4:23

[25] سورۃالنازعات آیت نمبر: 79:24

اللہ رب العلمین جب مؤمنوں کو اقتدار دیتا ہے تو وہ ملک میں اللہ رب العلمین کا نظام بذریعہ کتاب اللہ، نافذ کرتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَنَهَوۡا عَنِ الۡمُنۡكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الۡاُمُوۡرِ[26]

"اور وہ لوگ (اہل ایمان) جب ہم انہیں زمین میں حکومت دیں تو وہ صلوۃ اور زکوۃ کا نظام نافذ کریں، نیکی کا حکم کریں اور بدی سے روکیں، اور تمام امور کا اختیار تو اللہ کو ہے۔"

معلوم ہوا کہ حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کا حکم نافذ کریں اور نیکی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں اور اگر وہ اللہ کے حکم کے بجائے کسی اور کا حکم مانیں اور کسی اور کو سپر پاور (Superpower) تسلیم کریں تو یہ اقتدار میں شرک کہلائے گا۔

علامہ پرویز، (النساء (4) آیت: 60 کے تحت) رقم طراز ہیں "اُن کی یہ روش اس لیے ہے کہ یہ قانون خداوندی کے اتباع کے بجائے اپنے مفاد پرستانہ جذبات کے پیچھے چلنا چاہتے ہیں، حالانکہ یہ چیز انہیں راہِ راست سے بھٹکا کر کہیں کا کہیں لے جاتی ہے۔ خدا کے سوا جس کی بھی محکومیت اختیار کی جائے، وہ طاغوت ہے، خواہ وہ ایک فرد ہو یا افراد کا گروہ (مثلاً) کوئی قانون ساز ادارہ جو قرآنی حدود و قیود کے خلاف قوانین وضع کرے۔"[27]

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اقتدار اعلیٰ کے متعلق کیا خوب کہا ہے وہ کہتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے بنیادی طور پر جو چیز پیش کی وہ یہ تھی کہ اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نہیں ہے۔ زمین خدا کی ہے ہوا اور پانی اور روشنی اور ہر وہ چیز جس پر ہم زندگی بسر کرتے ہیں، سب کچھ خدا کا ہے۔ یہ جسم جو ہمیں حاصل ہے اور اس کے اندر جو طاقتیں ہیں اور اس کے جو اعضا ہیں، سب خدا کے بخشے ہوئے ہیں۔ ہمیں یہ حق پہنچتا ہی نہیں کہ ہم خود اقتدارِ اعلیٰ

---

[26] سورۃ الحج آیت نمبر: 22:41

[27] پرویز، غلام احمد، مطالب الفرقان، جلد چہارم، (لاہور، ادارہ طلوعِ اسلام، نومبر 1981ء) ص: 358-359

کا دعویٰ کریں، یا کسی ایسے شخص یا گروہ یا ادارے کا دعویٰ قبول کریں جو اقتدارِ اعلیٰ کا مدعی ہو۔ حضور ﷺ نے اوّلین بات جو انسان کے ذہن نشین کرانے کی کوشش فرمائی اور جس پر ایمان لانے کی لوگوں کو دعوت دی، وہ یہی تھی کہ ملک بھی اللہ تعالیٰ کا ہے، حکم بھی اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کے سوا کسی کو انسان کے لیے قانون بنانے کا حق نہیں ہے۔"[28]

اللہ رب العلمین نے اپنے آخری نبی، سید نا محمد رسول اللہ ﷺ پر اپنی آخری کتاب قرآن مجید کو نازل فرمایا آپ ﷺ کے ذریعے تمام انسانیت تک اس ہدایت کی روشنی کو پہنچایا۔ سید نا محمد رسول اللہ ﷺ **کی زندگی قرآن پر عمل کرنے کی بہترین عملی مثال تھی۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:** لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ[29]

"بیشک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین مثال ہے۔"

آیاتِ اطاعت کو بھی اقتدارِ اعلیٰ کے تناظر میں ملاحظہ کر لیجیے:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ,[30]

"اور اطاعت کرو اللہ اور اس کی رسالت کی، اور بچتے رہو (اللہ کی مخالفت سے) پس اگر تم نے مخالفت کی تو جان لو کہ ہمارے رسول کا کام صاف طور پر پہچا دینا ہے۔"

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَن تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا: [31]

"جس نے رسالت کی پیروی کی گویا اس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے نافرمانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔"

---

[28] ریڈیو پاکستان کو انٹرویو، 9۔10، مارچ 1978ء، بحوالہ تصریحات، ص 403۔411

[29] سورۃ الاحزاب (33) آیت نمبر: 21

[30] سورۃ المائدہ آیت: 5:92

[31] سورۃ النساء آیت: 4:80

انبیاء کرام، اللہ رب العٰلمین کی اطاعت کرتے اور لوگوں کو اللہ رب العٰلمین کی اطاعت کراتے تھے۔ جب ہم اللہ رب العٰلمین کے حکم کے بجائے کسی اور کا حکم مانیں گے اور کسی اور کے حکم کے مطابق کام کریں گے اور اللہ کے حکم کے منکر ہو جائیں گے۔ تو ہمیں اس آیت کو بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے جس میں اللہ رب العٰلمین نے ارشاد فرمایا:

قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ[32]

"کہہ دیجیئے اللہ اور اس کی رسالت کا حکم مانو، پس اگر نہ مانو تو اللہ منکروں کو پسند نہیں کرتا۔"

اب قرآن مجید کے اس دو ٹوک فیصلے کو بھی ملاحظہ کیجیے جس میں احکاماتِ الٰہی کے مخالفین کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے:

ارشاد ہوا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللہ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الأَمْرِ مِنكُمْ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوه إِلَى اللہ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللہ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلاَلاً بَعِيدًا۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا۔[33]

"اے لوگو جو مان گئے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور اس کی رسالت کی اطاعت کرو اور اپنے صاحبانِ اَمر کی، پھر اگر کسی تنازعہ میں تم میں باہمی اختلاف ہو تو اسے اللہ اور اس کی رسالت کی جانب پلٹ آؤ، اگر تم اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔ کیا تم نے اُن (اسلام کے دعوے داروں) کو نہیں دیکھا جو دعوٰی تو کرتے ہیں کہ ہم مانتے اس کو جو تم پر (قرآن) نازل ہوا اور جو نازل ہوا تم سے پہلے، اور چاہتے ہیں کہ منکرِ کتاب کے پاس جا کر فیصلہ کرائیں، حالانکہ ان کو حکم دیا گیا کہ اس (کتاب) کے منکر نہ بنیں اور شیطان چاہتا ہے کہ ان کو

---

[32] سورۃ آل عمران آیت: 3:32

[33] سورۃ النساء آیت 4:59-61

بہکا کر رستے سے دور کر دے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو اللہ نے نازل کیا ہے (قرآن) رسول کی جانب، آ جاؤ، تو تم دیکھو منافقوں کو، اعراض کرتے ہیں اور رک جاتے ہیں تم سے (قرآن کی مخالفت کرتے ہوئے)۔"

علامہ پرویز آیت مذکورہ (آیت نمبر 60) کے تحت رقم طراز ہیں "اس آیت میں ایک نکتہ قابل غور ہے۔ یہاں یہ نہیں کہا کہ جو لوگ خدا کی کتاب کے منکر ہیں، یعنی کافر ہیں، اُن کی یہ حالت ہے کہ وہ غیر اللہ کے احکام و قوانین کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہاں ذکر ان لوگوں کا ہے جو عمِ خویش اپنے آپ کو مومن (ایمان لانے والے) سمجھتے اور کہتے ہیں، لیکن عملاً حالت یہ ہے کہ وہ اپنے معاملات کے فیصلوں کے لیے غیر خداوندی گوشوں کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ذرا سوچیئے کہ کیا یہ کچھ ہمارے متعلق ہی نہیں کہا گیا؟ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم صدیوں سے انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین و احکام کی اطاعت کرتے چلے آ رہے ہیں اور اپنے آپ کو خدا کی کتاب کے ماننے والے بھی سمجھتے ہیں۔ !

قرآن کریم نے کُفر اور اسلام کی حدِ امتیازی یہ بتائی ہے کہ :

وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡکَافِرُوۡنَ

"جو لوگ اپنے معاملات کے فیصلے کتاب اللہ کے مطابق نہیں کرتے انہی کو تو کافر کہا جاتا ہے۔" دوسرے مقام پر اس نے ایمان باللہ اور کفر بالطاغوت کو آمنے سامنے لا کر بات اور بھی واضح کر دی ہے یعنی اگر کفر بالطاغوت نہیں تو ایمان باللہ بھی نہیں۔ اس طرح کے مدعیانِ ایمان کو وہ منافق قرار دیتا ہے۔"[34]

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں "یہاں صریح طور پر "طاغوت" سے مراد وہ حاکم ہے جو قانونِ الہیٰ کے سوا کسی دوسرے قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہو اور وہ نظامِ عدالت ہے جو نہ تو اللہ کے اقتدارِ اعلیٰ کا مطیع ہو اور نہ اللہ کی کتاب کو آخری سند مانتا ہو لہٰذا یہ آیت[35] اس معنٰی میں بالکل صاف ہے کہ جو عدالت "طاغوت" کی حیثیت رکھتی ہو اس کے پاس اپنے معاملات فیصلہ کے لیے لے جانا ایمان کے منافی ہے اور خدا اور اس کی کتاب پر ایمان لانے کا لازمی اقتضا یہ

---

[34] پرویز، غلام احمد، مطالب الفرقان، جلد چہارم، (لاہور، ادارہ طلوعِ اسلام، نومبر 1981ء) ص:359

[35] سورۃ النساء آیت نمبر 4:60

ہے کہ آدمی ایسی عدالت کو جائز عدالت تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ قرآن کی رُو سے اللہ پر ایمان اور طاغوت سے کفر دونوں لازم وملزوم ہیں اور خدا اور طاغوت دونوں کے آگے بیک وقت جھکنا عین منافقت ہے۔"[36]

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ رقم طراز ہیں "قرآن کی اس آیت کو آپ پڑھیے

"يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ"[37]

اس سے آپ کو طاغوت کی اور قسم بھی معلوم ہو گی یعنی وہ بھی طاغوت ہے جو احکامِ الٰہی کے خلاف اپنے وضع کردہ قوانین کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کرے۔ طاغوت واحد اور جمع دونوں کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔"[38]

پیر صاحب لکھتے ہیں "طاغوت سے مراد وہ حاکم اور عدالت ہے جو احکامِ الٰہی کے خلاف مقدّمات کا فیصلہ کیا کرے۔"[39] پیر محمد کرم شاہ الازہری وفاقی شرعی عدالت کے اڈہاک جسٹس رہے ہیں انہوں نے آیت مذکورہ کا جو قرآنی مفہوم پیش کیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ہر حالت میں اللہ ہی کی اطاعت کی جائے گی جو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرے اس کی اطاعت نہیں، چوں کے رسول کا کام، اللہ کی کتاب پر عمل پیرا ہونا اور اللہ کی کتاب لوگوں تک پہنچانا اور اس کی اطاعت کرانا ہوتا ہے اس لیے اس کی اطاعت کو اللہ رب العٰلمین نے اپنی جانب منسوب فرمایا ہے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں "منافقین کی عام روش تھی کہ جس مقدمہ میں انہیں توقع ہوتی تھی کہ فیصلہ ان کے حق میں ہو گا اس کو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آتے تھے مگر جس مقدمہ میں اندیشہ ہوتا تھا کہ فیصلہ ان کے خلاف ہو گا اس کو آپ کے پاس لانے سے انکار کر دیتے تھے۔ یہی حال اب بھی بہت سے منافقوں کا ہے کہ اگر شریعت کا فیصلہ

---

[36] مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، طبع دوازدہم، جولائی 1991ء، 1:367

[37] النساء(4)آیت:60

[38] الازہری، محمد کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، 1995ء)جلد:1، ص:180

[39] تفسیر ضیاء القرآن، جلد:1، ص:357

ان کے حق میں ہو تو سر آنکھوں پر، ورنہ ہر اُس قانون، ہو اس رسم و رواج اور ہر اس عدالت کے دامن میں جا پناہ لیں گے جس سے انہیں اپنے منشاء کے مطابق فیصلہ حاصل ہونے کی توقع ہو۔"[40]

اقتدار اور پاکستانی عوام:

اول تو ہم بحیثیت پاکستانی قوم، منصبِ اقتدار کو اللہ رب العٰلمین کی جانب سے عطا کردہ ایک انتہائی اہم ذمہ داری سمجھنے سے قاصر رہے اور ملک میں صحیح معنوں میں نفاذِ اسلام نہ کر سکے۔ دوم یہ کہ اسلامی نظام کسی فردِ واحد کی جابرانہ وظالمانہ حکومت کا حامی نہیں ہوتا وہ اپنے پیروکاروں کو نظامِ عدل کا حکم دیتا ہے۔۔ سوم یہ کہ اسلامی نظام میں اختیارات کا استعمال اللہ رب العٰلمین کی مرضی کے عین مطابق کیا جاتا ہے حاکم، اللہ رب العٰلمین کو جوابدہ ہوتا ہے اور اسی کے حکم کے مطابق ریاستی ذمے داریاں ادا کرتا ہے۔ چہارم یہ کہ اگر وہ زمین پر ظلم و جبر کا بازار گرم کرے گا تو وہ دنیا میں سخت عتابمیں گرفتار ہوگا اور آخرت میں بھی عذاب کا مستحق قرار پائے گا۔

اگر ہم دنیا کے ان ممالک پر نظر ڈالیں جو بیسویں صدی میں آزاد ہوئے تو اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اُن میں پاکستان، کسی لسانی، علاقائی، یا کسی نسلی عصبیت کی بنیاد پر قائم نہیں ہوا بلکہ اس کے قیام کی اساس اسلام پر تھی کہ یہاں اصل حاکمیت صرف اللہ رب العٰلمین کی ہوگی اور اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے کیے جائیں گے۔ لیکن ہم نے اس مقصد کو فراموش کر دیا، اللہ کی کتاب کو چھوڑ کر لوگو کی باتوں میں آ کر، پنجابی غیر پنجابی، سنی غیر سنی، مسلم غیر مسلم، کے چکر میں گرفتار ہو کر اپنے محور سے دور ہو گئے۔ اللہ رب العٰلمین کے تعبیدار ہونے کے بجائے اپنے نفس کے غلام بن گئے۔

ہم نے کراچی سٹی کے ایک فیملی کورٹ میں اپنے وکیل کے سامنے جج صاحبہ کو قرآن مجید کی آیات لکھ کر پیش کیں تو میرے ہی وکیل نے، مجھ سے، جج صاحبہ کے چیمبر میں رکھی ہوئی کتبِ وکالت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم اِن کتابوں کا کیا کریں؟ اگر ہم حکومت اور اقتدار صرف اللہ رب العٰلمین کے ساتھ مخصوص سمجھتے اور اللہ کے احکامات کو نافذ کرتے تو ہمارا ملک جنت کی نظیر بن گیا ہوتا۔ کوئی کسی کو بلیک میل نہیں کرتا، سستا انصاف مہیا ہوتا، کسی پر ظلم

---

[40] تفہیم القرآن، 1:367

نہیں کیا جاتا، شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم پر رحمتوں کا نزول ہو تو ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ رب العٰلمین کو ماننے کے ساتھ اس کی بات بھی مانیں: جیسا کہ ارشاد فرمایا:

وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ[41]

"اور اللہ اور اس کی رسالت کا حکم مانو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

مودودی صاحب لکھتے ہیں "میونسپلٹی اور ریلوے اور ڈاک خانہ کے قواعد و ضوابط اور ایسے ہی بے شمار معاملات کے احکام سرے سے وہاں موجود ہی نہیں ہیں لیکن در حقیقت یہ شبہہ اُصلِ دین کو نہ سمجھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ مسلمان کو جو چیز کافر سے ممیّز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ کافر مطلق آزادی کا مدّعی ہے اور مسلمان فی الاصل بندہ ہونے کے بعد صرف اُس دائرے میں آزادی سے متمتع ہوتا ہے جو اس کے رب نے اُسے دی ہے۔ کافر اپنے سارے معاملات کا فیصلہ خود اپنے بنائے ہوئے اُصول اور قوانین اور ضوابط کے مطابق کرتا ہے اور سرے سے خدائی سند کا اپنے آپ کو حاجت مند سمجھتا ہی نہیں۔"[42]

مفتی محمد شفیع عثمانیؒ رقم طراز ہیں "حق پرستی کے بجائے ہوا پرستی اختیار کر کے شخصی طور پر کسی کسی فرد کو جو دنیوی منافع مل گئے وہ اس پر مگن ہیں۔ مگر پوری قوم و ملت کی تباہی جو اس کا لازمی نتیجہ ہے اس کا کوئی دیکھنے سننے والا نہیں۔ اگر پوری امت کی فلاح و ترقی پیشِ نظر ہو تو اس کے سوا کوئی راہ نہیں کہ ان قرآنی اصول کو مضبوطی سے پکڑا جائے اور دوسروں کو بھی اُس کا پابند بنانے کی کوشش کی جائے۔"[43]

---

[41] آل عمران 3:132

[42] تفہیم القرآن، 1:365

[43] مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن، مکتبہ معارف القرآن، طبع جدید، اپریل 2008ء، کراچی 4، ص:136

المختصر یہ کہ مؤمنوں کو ہر صورت میں اللہ کے نازل کیے ہوئے احکامات کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اللہ رب العلمین کے انبیاء کرام نے کتاب اللہ کی اطاعت اور اس کا نفاذ کیا، ہر حاکم و سربراہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ کتاب اللہ کی اطاعت اور اس کا نفاذ کرے۔ پھر ہمارا دعویٰ کہ اقتدارِ اعلیٰ کا مالک اللہ رب العلمین ہے، سچ ثابت ہو گا۔

محمد نذیر کاکا خیل نے یہ جو بات کہی کہ "اسلامی ریاست میں اقتدار اعلیٰ کے مالک عوام اور صرف عوام ہیں" اور ڈاکٹر حسن ابراہیم مصری کی کتاب "مسلمانوں کا نظمِ مملیکت، کے حوالے سے جو نقل کیا کہ "اقتدارِ اعلیٰ ایک خالص سیاسی اصطلاح ہے اور اس کی بنیاد طاقت پر ہے خدا نے چونکہ دنیاوی معاملات اپنے نیک بندوں پر چھوڑے ہیں اور :قرآن نے کوئی ایسا دستور حکومت متعین نہیں کیا جس پر آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد مسلمان عمل درآمد کرتے۔" کا رد ہوتا ہے۔ ان کا یہ فلسفہ قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔ اللہ رب العلمین نے جو کام بقول محمد نذیر کاکا خیل صاحب کے "دنیاوی معاملات اپنے نیک بندوں پر چھوڑے ہیں" وہ کام صرف خلیفہ کا انتخاب کا کام ہے۔ تاکہ اس منتخب خلیفہ کے ہاتھ پر مؤمنین کی جماعت بیعت ہو سکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)